ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

تنقیدِ انشائیہ کی روایت

TRADITION OF CRITICISM OF URDU INSHAIYA

*عرفانہ بی بی
لیکچرار: کلرکہار سائنس کالج چکوال کیمپس
**ڈاکٹر عبدالستار ملک
استاد شعبۂ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

Inshaiya (short essay) writing is a new genre in prose literature. In this genre many developments have been made to update essay writing. In the present era new essay writers are showing keen interest in this genre. For this purpose, many collections of Inshaiya had been published and most of the articles and research work regarding Inshaiya had been made. In this genre of literature critical analysis also played a very important role. Different magazine published critical essays written by critics about Inshaiya and the respective genre increased its importance. Many discussions have been made about the nature of Inshaiya. Many literary giants worked on its style and its nature to comprehend it perfectly. Therefore, on this genre of literature not only critical analysis had been written but also different magazines published paper work as a comprehensive source to understand it. All these aspects helped a lot to understand the nature, style and mood of this particular farm of literature.

Key Words: *Critical content, Books, Preface, Flap, Research papers, Magazine, Journals*

نثری ادب کی نووارد اصناف میں خاکہ اور رپورتاژ کی طرح انشائیہ بھی ایک نئی صنف ہے۔ اردو میں انشائیہ نگاری کی صنف میں قابل ذکر کام ہوا ہے ۔موجودہ دور میں نئے انشائیہ نگار اس صنف میں خاصی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ انشائیہ کے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ انشائیہ نگاروں اور صنف انشائیہ کے متعلق کئی مقالے لکھے گئے اور تحقیقی کام کیا گیا۔اس صنف ادب پر تنقیدی طور پر بھی بہت کام ہوا۔ مختلف رسائل، انشائیہ کے مجموعے اور انشائیہ نگاروں کے خصوصی تنقیدی مضامین نے اس صنف ادب کی اہمیت کو دوچند کر دیا۔ اس صنف ادب پر کافی مباحث ہو چکے ہیں۔ اس کے مزاج اور اسلوب کی تفہیم کے لیے بہت سے ادیبوں نے سنجیدگی سے کام لیا۔یوں اس صنف میں نہ صرف تنقیدی کتابیں تحریر کی گئیں۔ بلکہ مختلف رسائل جرائد میں اس حوالے سے وقتاً فوقتاً مواد شائع ہوتا رہا۔ جس سے اس صنف کے مزاج، اسلوب اور لوازمات کو سمجھنے میں کافی حد تک مدد ملی۔ اس ریسرچ پیپر میں تنقید انشائیہ کی روایت کے سلسلہ میں تنقیدی کتب، انشائی مجموعوں کے پیش لفظ، تعارف، تقریظ میں تنقیدی مواد اور رسائل و جرائد میں تنقیدی روایت کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

تنقید انشائیہ کی روایت تنقیدی کتب کے لحاظ سے

اردو ادب میں انشائیہ کو صنفی لحاظ سے ڈاکٹر اختر اورینوی نے روشناس کرایا۔ یہ 1942ء کی بات ہے، سید علی اکبر قاصد نے اپنے مضامین کا مجموعہ ترنگ پیش کیا۔ انگریزی ادب کے پروفیسر محمد فضل الرحمٰن اور ڈاکٹر اختر اورینوی کے لیکچرز کی روشنی میں پہلی بار انشائیہ کا لفظ سید اکبر علی قاصد کے مضامین کے لیے استعمال کیا گیا۔ سید محمد حسنین اپنی کتاب صنف انشائیہ اور انشائیے میں یوں رقمطراز ہیں:

"ترنگ میں اختر صاحب کا مقدمہ بھی تھا۔ یہ مقدمہ انشائیہ پر اردو مقالہ تھا۔ لفظ انشائیہ فاضل مقدمہ نگار کی طباعی کا نتیجہ تھا۔ اردو دنیا اس نوع کی تحریروں سے واقف نہ تھی مگر یہ لفظ بالکل نامانوس تھا اور اسے قبول عام کی سند حاصل

نہ تھی۔ ان دنوں بلکہ کئی سال تک صنفی لحاظ سے بھی انشائیہ تعارف محتاج تھا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ اس نوع کی ہلکی پھلکی غیر سنجیدہ تحریروں کی نامزدگی اور حد بندی میں پہلا نام ڈاکٹر اختر اورینوی کا سامنے آتا ہے۔"(1)

یوں انشائیہ کے لیے تنقیدی روایت کا آغاز اسی دور میں شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس رجحان نے مزید تقویت پکڑی اور انشائیہ کے مباحث پر کھل کر بات کی جانے لگی۔ یہ نکتہ آغاز خوش آئند ثابت ہوا اور ادیبوں نے اس معاملے میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

سید ظہیر الدین مدنی کی کتاب اردو ایسیز بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مصنف نے جب اس کتاب کو 1958ء میں لکھا۔ تو اس وقت انشائیہ کی اصطلاح کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس کتاب کے مقدمے میں جابجا اس بات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے انتخاب کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ وہ ایسیز ہیں۔ جو آگے چل کر انشائیہ کے طور پر متعارف ہوئے۔ اگرچہ یہ انتخاب تو ایسیز کا ہے مگر ان کے انتخاب سے صنف انشائیہ، اس کی خصوصیات اور اسلوب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس دور میں اس صنف کے لیے جو تنقیدی رجحانات پائے جاتے تھے۔ اس کتاب میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے دیباچے میں علامہ نیاز فتح پوری نے اردو ادب میں essay کے ا متبادل لفظ کیا ہونا چاہیے؟ اس پر سوالات اٹھائے ہیں۔ ان الفاظ میں علامہ نیاز فتح پوری نے "مقالہ، مراقبہ، طیفیہ" جیسے الفاظ استعمال کرنے کے بارے میں رائے دی۔ اور پھر اس خدشے کے پیش نظر خود ہی ان الفاظ کو مسترد بھی کر دیا۔ کہ شاید یہ الفاظ خاص و عام میں مقبولیت حاصل نہ کر سکیں۔ علامہ نے سید ظہیر الدین مدنی کے انتخاب اور کاوش کو سراہا۔ مصنف نے جس دور میں یہ کتاب لکھی اس دور میں انشائیہ کے لیے کوئی نام مخصوص نہ تھا۔ اس لیے انشائیہ کی تنقیدی روایت میں انتخاب بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا۔

اردو انشائیہ کی تنقیدی روایت میں ڈاکٹر سید محمد حسنین کی کتاب "صنف انشائیہ اور انشائیے" خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب 1958ء میں پہلی بار منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کا پیش لفظ تنقیدی لحاظ سے ایک روایت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں صنف انشائیہ کے مباحث پر بات کی گئی۔ اس کتاب کا پیش لفظ انشائیہ کے حوالے سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر سید محمد حسنین نے صنف انشائیہ کے عنوان سے ایک مضمون ترتیب دیا۔ جس میں مضمون اور انشائیہ، صنف مقالہ، مقالہ اور انشائیہ، ادب لطیف اور انشائیہ، انشائیہ میں داخلیت، صحیفہ نگاری اور انشائیہ نگاری، مزاح نگاری اور انشائیہ، انشائیہ کی تعریف اور اردو میں انشائیہ نگاری شامل ہے۔ یوں یہ کتاب تنقید انشائیہ کے حوالے سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

1960ء کی دہائی انشائیہ کے لیے اور خصوصی طور پر تنقید انشائیہ کے لیے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس دہائی میں انشائیہ کی تنقید پر بہت کام ہوا۔ 1961ء میں سید صفی مرتضیٰ نے اردو انشائیہ کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی۔ اس کتاب کا تعارف سید احتشام حسین نے تحریر کیا۔ جس میں انشائیہ کے شگفتہ اسلوب پر کھل کر بات کی۔ سید صفی مرتضیٰ نے "اردو انشائیہ" کا مقدمہ خود تحریر کیا۔ اس کتاب کی اہم بات یہ ہے۔ کہ مصنف نے اس میں انشائیہ کی خصوصیات، اختصار، تنظیم و تدوین، روایت اور تعارف کو بیان کیا ہے۔

انشائیہ کی تنقیدی روایت میں محققین اور ناقدین نے اپنی تحقیق و تنقید کا جو نچوڑ پیش کیا۔ اس ادبی سرمائے میں 1961ء میں پروفیسر نظیر صدیقی کے انشائیوں کا مجموعہ "شہرت کی خاطر" بہترین کاوش ہے۔ ان کے انشائی مجموعے کے بارے میں ناقدین نے طرح طرح کے اعتراضات اٹھائے۔ مگر اس کے باوجود پروفیسر نظیر صدیقی کے نظریات اور نقطہ نظر کی اپنی اہمیت ہے۔ ان کی انفرادیت ہی ان کی پہچان ہے۔ نظیر صدیقی نے اپنی انشائیہ نگاری کی خصوصیات کو "کچھ اپنے فن کی تعریف میں" کے عنوان سے مرتب کیا۔ اس میں مصنف نے انشائیہ کی تعریف، اصطلاح، اسلوب، طنز و مزاح کی موجودگی، لوازمات اور اپنی انشائیہ نگاری کے بارے میں جو ان پر تنقید کی گئی۔ اس کی وجوہات بتائی ہیں۔ پروفیسر نظیر صدیقی کی انشائیہ کے حوالے سے رائے کچھ یوں ہے:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

"آج کل اردو ادب میں انشائیہ کے فن سے جس قدر دلچسپی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اس کے باوجود مجھے کچھ ایسا محسوس ہوتا رہا ہے۔ جیسے اکثر لوگوں کے ذہن میں اس فن کا واضح تصور موجود نہیں۔ غالبا" یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ انشائیہ کو مزاح نگاری اور طنز نگاری کا مترادف سمجھتے ہیں۔ انشائیہ عموما" طنزومزاح کے عناصر سے خالی نہیں۔ پھر بھی اسے طنز نگاری یا مزاح نگاری کا مترادف سمجھنا صحیح نہیں۔ انگریزی ادب میں ممتاز انشائیہ نگاروں کے بہت سے انشائیے ایسے بھی ہیں جن میں طنزومزاحکے عناصر بہت کم ہیں یا بالکل نہیں۔ پھر بھی ان کے اچھے اور معیاری ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ "(2)

انشائیہ کی تنقید میں ڈاکٹر وحید قریشی کا نام بھی جانا پہچانا جاتا ہے۔ 1964ء میں "اردو کا بہترین انشائی ادب" بلاشبہ ایک بہترین کتاب ہے۔ اس کے آغاز میں مصنف نے مختصرا" انشائیہ کی روایت پیش کی۔ مصنف کے مطابق انشائی ادب کو ہر دور میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا رہا۔ انشائیہ، انشاپردازی، انشائے لطیف، خیالات پریشاں، ادب لطیف، جواہر پارے، مضمون اور ایسے وغیرہ جیسے نام مستعمل رہے۔ مصنف نے اس کتاب میں انشائیہ کی مختصر روایت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انشائیہ کے لوازمات کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کی یہ کاوش تنقید انشائیہ کی روایت میں عمدہ اضافہ ثابت ہوئی۔

ڈاکٹر آدم شیخ نے 1965ء "انشائیہ" کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی۔ اس میں مصنف نے انشائیہ کے مباحث اور نظریات کو قلم بند کیا۔ "خط و خال" کے عنوان سے مصنف نے انشائیہ کے خط و خال، حدود کا تعین، محاسن اور خصوصیات کا جائزہ لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جو تکنیکی لوازمات انشائیہ کے لیے لازم وملزوم ہیں ان کو بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر آدم شیخ کی رائے:

"انشائیہ ایک ایسی جامع اور فکر انگیز تحریر ہے۔ جس میں مصنف بے تکلفی اور شگفتگی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اس میں براہ راست تبلیغ یا تشہیر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ انشائیہ چند الفاظ کا بھی ہو سکتا ہے اور طویل بھی۔ کائنات وماورئ کی حقیر ترین یا اعلیٰ سے اعلیٰ شے اس کا موضوع بن سکتی ہے۔ یہ سنجیدہ مزاحیہ یا طنزیہ ہو سکتا ہے۔ انشائیہ کے لیے لازمی اور بنیادی خصوصیات اس کی بے تکلف اور شگفتہ فضا ہے۔ جو تحریر کو دل نشین اور قابل قبول بنادیتی ہے۔"(3)

ڈاکٹر آدم شیخ نے انشائیہ کے جوخط و خال واضح کرنے کی کوشش کی اور اس صنف کے لیے جو تکنیکی لوازمات پیش کیے۔ وہ انشائیہ کی تنقیدی تاریخ میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

انشائیہ کے مباحث اور مزاج پر بات ہو رہی ہو تو اس سلسلے میں مشکور حسین یاد کی "ممکنات انشائیہ" کسی طور بھی نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں۔ 1983ء میں مشکور حسین یاد نے انشائیہ کے مزاج اور امکانات پر مبنی مباحث کو اس کتاب میں بخوبی سمیٹا ہے۔ انھوں نے اپنی اس کتاب میں انشائیہ کے مزاج اور امکانات پر اپنے منفرد نقطہ نظر اور نظریات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مشکور حسین یاد کی رائے مطابق:

"انشائیہ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں عام طور پر جو باتیں دہرائی جاتی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ اول غیر رسمی انداز بیان، دوم تخلیقی سطح پر انکشاف ذات، سوم شگفتگی اور تازگی وسیع تر معنوں میں دیکھا جائے تو یہی جملہ خصوصیات انشائیہ کی بنیادی خصوصیات قرار دی جاسکتی ہیں۔"(4)

مشکور حسین یاد انشائیہ کو اپنے منفرد انداز نظر سے ام الاصناف اور امکانی صنف ادب قرار دیتے ہیں۔ان کے مطابق اسی صنف ادب سے مزید اصناف کے وجود میں آنے کے امکانات بھی ہیں۔یوں ان کا انشائیہ کے حوالے سے نقطہ نظر انفرادیت کا حامل ہے۔

انشائیہ کی تنقیدی روایت میں ڈاکٹر انور سدید کی تحریر کردہ تنقیدی مضامین اور مختصر انشائی مباحث پر مبنی کتاب "انشائیہ اردو ادب میں "1985ء میں شائع ہوئی۔یہ کتاب انشائیہ کی تنقید اور مباحث کے حوالے سے خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ڈاکٹر انور سدید نے "اس کتاب میں" کے نام سے کتاب کے ابتدائیہ میں مختصرا"اردو ادب میں صنف انشائیہ کی تارٰیخ،روایت اور تنقید پر بحث کی ہے۔انھوں نے اس کتاب میں گہرے مطالعے سے نئی باتوں اور نئے امکانات کو دریافت کیا ہے۔اس عمل میں انھوں نے رموز و نکات کے نئے زاویے تلاش کیے اور یوں اپنا منفرد زاویہء نظر پیدا کیا۔یہ کتاب اردو انشائیہ کی تنقید بھی ہے اور تاریخ بھی۔یہ انشائیہ کے فن سے شروع ہوتی ہے اور پھر مصنف انشائیہ کا سلسلہ نسب،نام،مزاج اور مستقبل میں اس صنف کے حوالے سے اس کے روشن امکانات سے متعلق بحث کرتے ہوئے اپنا نقطہء نظر واضح کرتے ہیں۔

1985ء میں جاوید وششٹ کی کتاب "انشائیہ پچیسی"شائع ہوئی۔اس کتاب مین مصنف نے بالکل نئے انداز اور نقطہء نظر سے اپنا تصور پیش کیا۔مصنف اس کتاب میں ملاوجہی کو اردو ادب میں " انشائیہ کا باوا آدم" ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لحاظ سے ان کا اپنا منفرد نقطہء نظر ہے۔1980ء کی دہائی میں انشائی مباحث اور تنقید پر بہت کام ہوا۔1986ء میں ڈاکٹر سلیم اختر کی کتاب "انشائیہ کی بنیاد"منظر عام پر آئی۔اس دور میں سنجیدگی سے صنف انشائیہ کے مباحث پر مختلف ادیبوں نے بھرپور کام کیا۔یہ کتاب اسی سلسلے کی کڑی ہے۔اس کتاب میں مصنف نے ناقدین حضرات سے دست بستہ درخواست کی ہے کہ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر اس صنف کے لیے کام کیا جائے۔تاکہ مستقبل میں اس کی ترقی اور نشوونما کے امکانات روشن ہو سکیں۔1991ء میں پروفیسر نصیر احمد خان نے " آزادی کے بعد دہلی میں اردو انشائیہ " کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی جس میں نہ صرف مصنف نے انشائیہ کی مختصر روایت پیش کی بلکہ مختلف مفکرین اور ناقدین انشائیہ کی رائے میں انشائیہ کی تعریف،خصوصیات اور حدود کو بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا کا نام انشائیہ کے حوالے سے لازم وملزوم ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا اور ان کے رسالے اوراق نے جو انشائیہ کے لیے جو تحریک شروع کی۔وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔"انشائیہ کے خدوخال"ڈاکٹر وزیر آغا کی تحریر کردہ انشائی تنقید پر مبنی کتاب ہے۔اس کتاب میں مصنف نے صنف انشائیہ پر اپنے تنقیدی نظریات پیش کیے۔انشائیہ اور مضمون کا فرق واضح کرنے کے لیے ایک مختصر سا شجرہ بھی مرتب کیا۔انشائیہ کی پہچان،خصوصیات اور لوازمات کا تذکرہ کیا۔ڈاکٹر وزیر آغا کی رائے میں:

> "انشائیہ اس صنف نثر کا نام ہے۔جس مین انشائیہ نگار اسلوب کی تازہ کاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشیاءیا مظاہر کے مخفی مفاہیم کو کچھ اس طور پر گرفت میں لیتاہے کہ انسانی شعور اپنے مدار سے ایک قدم باہر آکر ایک نئے مدار کو وجود مین لانے میں کامیاب ہوجاتاہے"(5)

مصنف نے اس کتاب میں انتہائی تفصیل کے ساتھ انشائیہ کے فنی اور تکنیکی مراحل کو بیان کیاہے۔ان کی یہ کتاب تنقیدی روایت میں خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔اکادمی ادبیات اسلام آباد نے 1991ء میں "جدید اردو انشائیہ " کے نام سے اکبر حمیدی کی کتاب شائع کی۔اس کتاب کے پہلے حصے میں تنقیدی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔صنف انشائیہ کی تکنیک ،اسلوب ،ناقدین کی آراءاور اس پر جاری مباحث کو بڑے محتاط انداز میں پیش کیں۔مصنف نے انشائی مباحث کو واضح کرنے کے لیے مختلف ناقدین کی آراء کو یکجا کر کے پیش کیا۔2004ء میں پروفیسر جمیل آذر کی کتاب "انشائیہ اور انفرادی سوچ"منظر عام پر آئی۔اس کتاب میں مصنف نے انشائیہ کے فنی محاسن،موضوعیت،انکشاف ذات،اسلوب،اختصار وجامعیت وغیرہ کولازمی قرار دیا۔یہ کتاب تنقیدی روایت میں خاصی اہمیت کی حامل ہے۔

انشائیہ کی تنقیدی روایت میں ناقدین فن اور محققین نے مباحث کا جو سلسلہ شروع کیا ہے۔اس میں روز بروز نئے نئے رجحانات اور نظریات سامنے آرہے ہیں۔جس کی بدولت اس صنف کی ترقی کے امکانات روشن نظر آرہے ہیں۔ان نظریات کی روشنی میں انشائیہ فنی نقطہ ءنظر سے اور اصولی طور پر بہتر سمجھا اور پرکھا جاسکے گا۔ان تصانیف، نظریات اور رجحانات سے جو صحت مند روایات پیدا ہوئی ہیں اور جن نئے عناصر ترکیبی نے جنم لیا ہے۔وہ سب انشائیہ کے سلسلے میں ادباء کا تنقیدی رجحان اور مثبت رویہ ہے۔جس کی وجہ سے اس صنف میں انشائیہ نگاروں اور تنقیدی نقطہ ءنظر سے دلچسپی لینے والوں کی بدولت مزید آگے جائے گی۔اردو ادب میں انشائیہ کی تنقید پر مستقبل میں جو بھی کام ہو گا۔وہ اس صنف کے حوالے سے پیدا شدہ مغالطوں کو رفع کرنے اور دھندلی فضا میں سے حقیقی انشائیہ کا شعور بیدار کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہو گا۔

انشائی مجموعوں(پیش لفظ، تقریظ، تعارف، فلیپ، مقدمہ، ابتدائیہ)میں تنقید انشائیہ کی روایت

تنقید انشائیہ کی روایت میں مختلف ناقدین اور محققین نے صنف انشائیہ پر بہت سی کتب تصنیف کیں۔اس کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً"انشائیہ نگاروں کے انشائی مجموعے بھی منظر عام پر آئے۔ان انشائی مجموعوں کے آغاز میں ابتدائیہ، تعارف، مقدمہ، پیش لفظ، تقریظ وغیرہ میں جو مختلف مفکرین کی صنف انشائیہ کے متعلق آراء موجود ہیں۔وہ کسی طور بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔اس میں ناقدین نے صنف انشائیہ کی تکنیک، لوازمات، فنی محاسن اور دیگر انشائیہ شناس ناقدین کی آراء، مشرق و مغرب میں انشائیہ کی روایت اور اس کے ساتھ ساتھ انشائیہ پر جو اعتراضات اٹھائے گئے۔اس کو بھی بحث کا موضوع بنایا۔اس بحث کا فائدہ یہ ہوا کہ صنف انشائیہ پر جو اعتراضات اٹھائے گئے۔اس کو بھی بحث کا موضوع بنایا۔اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس صنف پر جو اختلافات اور نقطہ ءنظر کا اختلاف موجود تھا وہ کسی حد تک کم ہوا۔ناقدین انشائیہ کے نظریات صنف انشائیہ کے حوالے سے واضح ہوئے۔اس صنف میں انشائیہ نگاروں نے بہت سے انشائیے تخلیق کیے۔چند انشائی مجموعے ایسے بھی ہیں جن کے ابتدائیے اور پیش لفظ صنف انشائیہ کی مکمل خصوصیات و لوازمات اور روایت کا احاطہ کرتے ہیں۔

انشائیہ کی پہچان اور اس کے خدوخال کی وضاحت کے لیے ڈاکٹر وزیر آغا کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔ڈاکٹر وزیر آغا نے "انشائیہ کے خدوخال" لکھ کر انشائیہ کی تنقید میں ایک عمدہ اضافہ کیا۔اس کے ساتھ ساتھ مصنف کے دیگر انشائی مجموعے جن میں "خیال پارے"، "خیال پارے"، "دوسرا کنارہ"، "چوری سے یاری تک"، "سمندر اگر میرے اندر گرے"، "پگڈنڈی سے روڈرولر تک" شامل ہیں۔ان سب انشائی مجموعوں کے پیش لفظ اور تعارف بہت اہمیت کے حامل ہیں۔یہ اس لحاظ سے بھی اہم ہیں کہ ان میں مصنف نے انشائیہ کے امتیازی محاسن، ابتدائی نقوش، حدود، غیر رسمی طریق کار اور عدم تکمیل وغیرہ کو بیان کیا۔مصنف کی کتاب خیال پارے کا اقتباس:

> "انشائیہ کیا ہے؟۔۔۔بادی النظر میں انشائیہ یا پرسنل ایسے کی حدود کو متعین کرنا خاصا کٹھن کام ہے۔کیونکہ نہ صرف تاریخی اعتبار سے انشائیہ کے مفہوم اور ہیئت میں کئی تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔بلکہ ہر انشائیہ بلحاظ مواد اور بلحاظ تکنیک ایک جداگانہ کیفیت کا حامل ہے۔"(6)

صنف انشائیہ کے لیے مشکور حسین یاد کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔مصنف نے صنف انشائیہ کے مزاج، امکانات کے بنیادی مباحث پر "ممکنات انشائیہ" کے عنوان سے کتاب تحریر کی۔اس کے ساتھ ساتھ مصنف کے دیگر انشائی مجموعے "جوہر اندیشہ"، "بات کی اونچی ذات"، "وقت کا استعارہ"، "دشام کے آئینے میں"، اور "متاع دیدہ و دل" اہم ہیں۔مصنف کی کتاب "وقت کا استعارہ" کے ابتدائیہ میں قمر جمیل اپنی رائے کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

> "انشائیہ نگار چاہے کوئی اسلوب اختیار کرے۔اپنے بنیادی شعور سے آگے نہیں نکل سکتا۔اس طرح جو لوگ انشائیہ دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔وہ بھی اپنے شعور کی حدود میں رہتے ہیں۔ہمارے باشعور ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہماری

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

جو ذہنی حالت ہے۔یا جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس سے ہم باخبر ہیں۔اپنی ذات سے باخبر ہونے کا ثبوت ہم انشائیہ کے طور پر اپنے پڑھنے والوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔"(7)

اردو انشائیہ کی روایت میں مشتاق قمر کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔انھوں نے طنز و مزاح کی معینہ حدود سے ہٹ کر انشائیہ کے مزاج کو سمجھا اور اس کا ثبوت ان کا انشائی مجموعہ "ہم ہیں مشتاق "(1970ء) کی صورت میں ہمارے سامنے آیا۔اس کتاب کا مقدمہ ڈاکٹر انور سدید نے تحریر کیا۔یہ مقدمہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صنف انشائیہ کی ضرورت اہمیت، مزاج، ابتداء، اس پر ہونے والے مباحث اور محققین کی آراء اور یورپ میں انشائیہ کی روایت کو بیان کیا گیا ہے۔اس کتاب کا فلیپ عرف عبد المتین نے لکھا جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت معنی خیز بھی ہے۔

سلیم آغا قزلباش نے اپنے تخلیقی سفر کا آغاز صنف انشائیہ جیسی مشکل ترین صنف سے کیا۔ان کا مجموعہ "سرگوشیاں "1980ء میں شائع ہوا۔حرف اول کے نام سے مشتاق قمر نے اس کا دیباچہ تحریر کیا۔مشتاق قمر نے اس صنف کے مزاج، اسلوب، اس پر ہونے والے اعتراضات اور انشائیہ کے مقابلے میں دوسری اصناف ادب اور انشائیہ کے مزاج کا جائزہ لیا۔اس کا پیش لفظ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس میں مصنف نے انشائیہ کی تعریف کا معاملہ بھی اٹھایا۔اور اس صنف پر ہونے والے اعتراضات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو دور کرنے کے دلائل بھی پیش کیے۔مصنف کی رائے کے مطابق:

"انشائیہ ایک ایسی جلتی بجھتی کیفیت سے عبارت ہے۔جس میں جبر و اختیار، دکھ اور سکھ، سکون و تلاطم کا سنگم ہر وقت موجود رہتا ہے اور یہ فرد کے داخلی اور باطنی رویوں کا ایک ارفع نمونہ ہے۔لہٰذا اس کو محض خوشحالی یا معاشرے کا مکمل سکون اور وجودی رویے کا آہنگ متصور کرنا سراسر زیادتی ہے۔"(8)

ڈاکٹر انور سدید نے اردو انشائیہ کو متعارف کروانے اور اس کی شناخت کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں۔وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔مصنف کی کتاب "انشائیہ اردو ادب میں "ان کی تنقیدی اور تخلیقی صلاحیتوں کی عکاسی کرتی ہے۔"آسمان میں پتنگیں "اور "ذکر اس پری وش کا "ان کے انشائی مجموعے ہیں۔"ذکر اس پری وش کا "کا دیباچہ جمیل آذر نے تحریر کیا۔جس میں مصنف نے انشائیہ کے چیدہ چیدہ لوازمات کا ذکر کیا ہے۔

تحریک انشائیہ میں شامل ہونے والے اکبر حمیدی کے پانچ انشائی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔جن میں "تتلی کے تعاقب میں "، جھاڑیاں اور جگنو "،"پہاڑ مجھے بلاتا ہے "،"اشتہاروں کی بھری دیواریں "،اور "جدید اردو انشائیہ "شامل ہیں۔جدید اردو انشائیہ کے دیباچہ میں مصنف نے انشائیہ کی تعریف اور روایت پر روشنی ڈالی ہے۔

شہزاد قیصر جدید دور کے انشائیہ نگاروں میں شامل ہوتے ہیں۔ان کا انشائی مجموعہ "کلیر نس سیل "1986ء میں شائع ہوا۔اس کا حرف آغاز بعنوان "حرف خلوص اور حرف جرأت کا سنگم "مشکور حسین یاد نے تحریر کیا۔اس میں مشکور حسین یاد نے صنف انشائیہ اور انشائیہ نگار کی شخصیت اور بے تکلفی کا بطور خاص ذکر کیا۔ناصر عباس نیئر کے انشائیے دل کش اسلوب، تازگی فکر اور کشادگی نظر سے مالا مال ہیں۔ان کا انشائی مجموعہ "ثراغ آفریدم "کے نام سے 2000ء میں منظر عام پر آیا۔اس کا پیش لفظ مصنف نے خود تحریر کیا یہ اس لحاظ سے انفرادیت کا حامل ہے کہ اس میں مصنف نے صنف انشائیہ کے کچھ نئے پہلو واضح کیے۔

انشائی مجموعوں کے پیش لفظ اور ابتدائیے جو بطور حوالہ نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے۔اس کے علاوہ بھی بہت سے انشائیہ نگاروں کے انشائی مجموعے قابل توجہ ہیں۔ان پیش لفظ، مقدمے اور ابتدائیہ میں باقاعدہ مباحث اور سنجیدہ بحث کی جاتی ہے۔اس سے محققین، ناقدین، اور خاص کر انشائیہ نگاروں کے نقطہ نظر کی وضاحت ہوتی ہے۔

تحقیقی مقالات میں تنقید انشائیہ کی روایت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

انشائیہ نثر کی دوسری اصناف سے ذراہٹ کر اور مختلف مزاج کی حامل صنف ہے۔یہ دراصل مضمون اور مقالے سے زیادہ قریب ہے۔جس طرح مضمون فلسفیانہ،طنزیہ یا مزاحیہ ہو سکتا ہے اسی طرح انشائیہ بھی ان کیفیات کا حامل ہو سکتا ہے۔اردو ادب میں محققین نے ابتدا سے لے کر اب تک ہر دور میں اس کے خدوخال متعین کرنے اور اس کی نشوونما میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی کھوج کھاج کا سلسلہ جاری رکھا۔اس سلسلہ میں کافی محققین نے اپنی اپنی کاوش کو جاری رکھتے ہوئے انشائیہ کے پیکر کو ابھارا ہے۔

"ملاوجہی اور انشائیہ"ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی،"اردو میں انشائی ادب"ڈاکٹر بشیر سیفی،"اردو انشائیہ اور احمد جمال پاشا"ڈاکٹر سید معصوم رضا،"پاکستانی انشائیہ نگاروں کے اسالیب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"ڈاکٹر سائرہ بتول،"اردو انشائیہ اور بیسویں صدی کے چند اہم انشائیہ نگار ایک تجزیاتی مطالعہ"ڈاکٹر ہاجرہ بانو،"انشائیہ کی روایت مشرق و مغرب کے تناظر میں"محمد اسد اللہ وغیرہ۔اس کے علاوہ بھی تحقیقی میدان میں کام جاری وساری ہے۔

ادبی رسائل وجرائد میں تنقید انشائیہ کی روایت

ادبی رسائل اپنے عہد کے تخلیقی سفر کے اہم ترین دستاویزات شمار ہوتے ہیں۔جہاں وہ ایک طرف اہل قلم کے متنوع نگارشات سے قارئین کو استفادہ دیتے ہیں ۔وہاں ناقدین مؤرخین اور محققین کے لیے بھی ایسا مواد فراہم کرتے ہیں جس سے کسی مخصوص عہد کے ادبی رجحانات و میلانات کا اندازہ اور احساسات وجذبات کی تفہیم کی جاسکتی ہے۔ادبی رسائل و جرائد کلاسیکی روایات کے ساتھ ساتھ نئی تحریکات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ادبی رسالے بیک وقت مکتب بھی ہیں اور مخزن بھی۔یہ تحقیق و تدوین کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔کسی بھی صنف کو پروان چڑھانا ہو یا اس کی ترقی کے لیے ادبی سطح پر کوئی سنجیدہ تحریک شروع کرنی ہو تو اس کے لیے ادبی رسائل و جرائد کی اہمیت سے انکار کسی صورت ممکن نہیں۔اس سلسلہ میں چند ادبی رسائل کی صنف انشائیہ کی تنقیدی روایت مرتب کرنے کے سلسلہ میں کاوشیں قابل تعریف ہیں۔

سہ ماہی اوراق لاہور پاکستان سے شائع ہونے والا ایک ادبی جریدہ ہے۔جسے ڈاکٹر وزیر آغا نے عارف عبدالمتین کے ساتھ مل کر 1966ء میں شروع کیا۔اوراق نے انشائیہ کے لیے باقاعدہ تحریک کے طور پر کام کیا۔دوبار انشائیہ کے خصوصی نمبر شائع کیے۔اس رسالے نے اپنے اداریوں میں انشائیہ کے خدوخال واضح کیے۔انشائیہ کی تشریح و تفہیم کی لیے ادیبوں سے مکالمے کا اہتمام کیا۔نئے انشائیہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کی۔ادبی حلقوں میں گفتگو،مباحث اور مقالات کے سلسلے کو اس طرح شروع کیا کہ نوجوان حلقے میں انشائیہ نگاری کا رجحان ابھر کر سامنے آیا۔اوراق نے جس تحریک کا آغاز کیا۔ڈاکٹر وزیر آغا نے اس کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

> "انشائیہ نگاری اردو ادب کی تازہ ترین کروٹ ہے۔اور اوراق نے اپنی زندگی کے آغاز سے ہی نہ صرف اس صنف میں دلچسپی لی ہے۔بلکہ اسے ایک تحریک کی صورت میں آگے بڑھانے کی کوشش بھی کی ہے۔"(9)

اوراق کی طرح اور بھی رسائل نے انشائیہ نگاری کی تحریک کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ان میں فنون کا کردار بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔فنون کی ادارت چار دہائیوں تک احمد ندیم قاسمی نے نبھائی۔اس نے تخلیقی سطح پر جوہر قابل کی تلاش کا ریکارڈ قائم کیا اور ایسے کم از کم سو سے زائد شاعر،ادیب،اور انشائیہ نگار ڈھونڈ نکالے جو اردو ادب کا مستقبل قرار پائے۔فنون نے انشائیہ نگاری کے سلسلے میں کافی فعال کردار ادا کیا۔تنقیدی مضامین کے ساتھ ساتھ مغربی انشائیوں کے تراجم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔فنون میں مشکور حسین یاد کا تنقیدی مضمون "اردو انشائیہ کے قاری کا مسئلہ"شائع ہوا۔اس میں مشکور حسین یاد نے انشائیہ کی تفہیم اور مزاج پر کھل کر بات کی ہے:

> "1959-60ء کے لگ بھگ سے ہی اردو میں انشائیہ لکھا جانے لگا۔جیسے جیسے انشائیہ کے لکھنے والوں کی تعداد ٹڈی کی طرح بڑھنے لگی۔ویسے ویسے انشائیہ پڑھنے والوں کا فقدان ہوتا چلا گیا۔اب حال یہ ہے کہ ادبی اور غیر ادبی انداز

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

کے ہر پرچے میں قریب قریب کوئی نہ کوئی انشائیہ ضرور ہوتا ہے۔لیکن اسے پڑھنے والا خود اس انشائیہ نگار کے یا ایک دو اس کے دوستوں کے اور کوئی نہیں ہوتا۔"(10)

ادب لطیف 1935ء میں لاہور سے شائع ہونے والا ماہانہ علمی و ادبی مجلہ ہے۔اس جریدے کی بانی چوہدری برکت علی تھے۔اس جریدے نے انشائیہ کے لیے خصوصی کام کیا۔خاص طور پر مرزا ادیب کے دور میں اس نے انشائیہ کے لیے فعال کردار ادا کیا۔اس حوالے سے "اردو ایسے" کے لیے موزوں نام کی تلاش کے سلسلہ میں سنجیدہ کاوش بھی اسی نے کی۔مرزا ادیب نے اس کے ادارتی شذرہ میں اردو ایسے کے فن کی مبادیات پیش کیں۔اسی طرح وقتاً فوقتاً" تنقیدی مضامین بھی شائع ہوتے رہے۔انشائیہ کے فنی محاسن،لوازمات اور مبادیات پر قلم اٹھایا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ ماہنامہ "اردو زبان سرگودھا" کی کاوشیں بھی قابل قدر ہیں۔تنقید انشائیہ پر اس نے کافی کام کیا انشائیہ کی مبادیات، تفہیم اور مزاج کو سمجھنے کے لیے احمد جمال پاشا کا مقالہ "انشائیہ کی اصطلاح" اس ماہنامے میں شائع ہوا۔انگریزی مضامین کے تراجم کا سلسلہ بھی اس نے جاری رکھا۔اردو زبان کے ارتقا میں ادبی رسائل نے ہمیشہ فعال کردار ادا کیا۔

تنقیدی شعور کے بغیر اعلیٰ ادب کی تخلیق ممکن نہیں اور صنف انشائیہ خوش قسمتی یا بد قسمتی سے ایسی صنف رہی ہے۔کہ آغاز سے ہی تنقید کے زیر سایہ پروان چڑھی ہے۔اس لیے صنف انشائیہ کے خط و خال،مزاج،لوازما تپر مباحث کا سلسلہ آغاز سے ہی جاری ہے۔انشائیہ کے مزاج کا تعین اردو ادب میں ایک نزاعی مسئلے کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔اس سلسلہ میں ناقدین انشائیہ نے بھر پور طریقے سے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔اس ضمن میں انشائی کتب کے ساتھ ساتھ رسائل و جرائد اور تحقیقی مقالات نے اہم کردار ادا کیا ہے۔تنقیدی روایت مرتب کرنے سے اب انشائیہ کے خط و خال،مزاج اور اسلوب کو سمجھنے میں آسانی ہوگئی۔کیوں کہ تنقید کسی بھی صنف کے مزاج کو سمجھنے میں خاصی معاون ثابت ہوتی ہے۔

حوالہ جات

1:سید محمد حسنین،ڈاکٹر:صنف انشائیہ اور انشائیے:،پٹنہ،دی آزاد پریس،1958ء،ص36

2:پروفیسر نظیر صدیقی:شہرت کی خاطر:ڈھاکہ،پاک کتاب گھر،1961ء،ص13-14

3:آدم شیخ،ڈاکٹر:انشائیہ:بمبئی،رائٹرس ایمپوریم،1965ء،ص36

4:سید مشکور حسین یاد:ممکنات انشائیہ:لاہور،پولیمر پبلی کیشنز،1983ء،ص141

5:وزیر آغا،ڈاکٹر:انشائیہ کے خدوخال:لاہور،مکتبہ فکر و خیال،1991ء،ص50

6:وزیر آغا،ڈاکٹر:خیال پارے:لاہور،اکادمی پنجاب،1961ء،ص9

7:سید مشکور حسین یاد:وقت کا استعارہ:)(پیش لفظ)لاہور،الرزاق پبلی کیشنز،1999ء،ص12

8:سلیم آغا قزلباش:منتخب انشائیے:(پیش لفظ)سرگودھا،مکتبہ اردو زبان،1984ء،ص8

9:ماہنامہ اوراق:(اداریہ)،شمارہ6مئی1967ء،لاہور،ص5

10:سہ ماہی فنون:شمارہ47-48،مئی تا اگست1996ء،ص6